قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 13 اکتوبر 2020ء | 25 صفر 1442ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:242

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی…)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

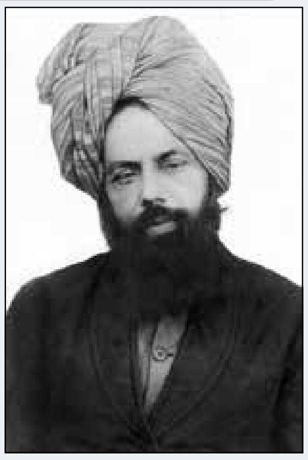

مالی قربانی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرّہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸۔ منقول از ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اردو۔ ستمبر ۱۹۰۳ء)

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ

(سورۃ آل عمران:93)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’بعض دفعہ ایسے حالات آجاتے ہیں کہ مثلاً ملازمت چھوٹ گئی یا کوئی اور وجہ بن گئی، زمینداروں کی مثال میں پہلے دے آیا ہوں، کاروباری لوگوں کے بھی کاروبار مندے ہو جاتے ہیں یا بعض دفعہ ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ کاروبار کو فروخت کرنا پڑتا ہے، بیچنا پڑتا ہے، ختم کرنا پڑتا ہے۔ تو گو یہ ساری باتیں انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس کا نتیجہ انسان بھگتتا ہے، یہ تو ایک علیحدہ مضمون ہے۔ بہرحال ایسے حالات سے بھی مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے بلکہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے، ہاتھ پیر مارتے رہنا چاہئے، چاہے چھوٹا موٹا کام ہی ہو، انسان کو کسی بھی کام کو ضرور کرنا چاہئے۔ کئی لوگ ایسے ملتے ہیں جو بہت زیادہ مایوس ہو جاتے ہیں اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اور اس سے مدد مانگتے ہوئے جو بھی چھوٹا موٹا کوئی کام ملے یا کاروبار ہو اس کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرنا چاہئے۔ اور کسی کام کو بھی عار نہیں سمجھنا چاہئے۔ اگر اس نیت سے یہ کام شروع کریں گے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ چندے دینے ہیں پھر چندے پورے کرنے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان چھوٹے کاروباروں میں بھی بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے، بالکل معمولی کاروبار شروع کیا، وسیع ہوتا گیا اور دکانوں کے مالک ہو گئے چھابڑی لگاتے لگاتے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو ہوتے ہیں اگر نیت نیک ہو اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کے ارادے سے ہو۔ تو پھر وہ برکت بھی بے انتہا ڈالتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 28/ مئی 2004ء)

اس شمارہ میں

- کلامِ محمود (منظوم)
- حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے لئے کن الفاظ میں دعا کی جائے؟
- دعا کے آداب
- مالی میں جماعت احمدیہ کے سترہ (17) ریڈیو اسٹیشنز کا قیام

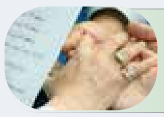

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

…ہاں یہ مَیں ضرور کہوں گا کہ اللہ کرے کہ جو بھی ملک کو بچانے کے لئے ان نفرتوں کی دیواروں کو گرانے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے۔ ہمیں تو ملک سے محبت ہے۔ ہم نے اس کے بنانے میں بھی کردار ادا کیا ہے اور اس کے قائم رکھنے کے لئے بھی ہر قربانی کریں گے اور کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ۔ ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ملک میں ایسے لیڈر پیدا کرے۔

جہاں تک احمدیوں پر ظلموں کا سوال ہے اور اس کے توڑ کے لئے ہماری کوششیں ہیں تو یہ کہ ہم نے اپنے معاملات جو ہیں خدا تعالیٰ کے سپرد کئے ہیں۔ اگر ہم راز و نیاز کرتے ہیں تو اپنے پیارے ربّ سے اور ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ احمدیت کے حق میں جو سکیم خدا تعالیٰ بنائے گا اور بنا رہا ہے اس کے سامنے تمام انسانی تدبیریں ہیچ ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اور ضرور جماعت احمدیہ کے حق میں پاکستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں وہ الٰہی تقدیر بڑی شان سے ظاہر ہو گی۔ اور خود بخود روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ حقیقی مسلمان کون ہے اور اسلام کا درد رکھنے والا کون ہے۔

پس میں احمدیوں سے، خاص طور پر جو پاکستانی احمدی ہیں چاہے وہ ملک میں رہ رہے ہیں یا ملک سے باہر ہیں کہوں گا کہ ملک کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور ملک کی سالمیت کو جو داؤ پہ لگایا ہوا ہے اس سے ملک باہر نکلے۔ اسی طرح دوسرے مسلمان ممالک ہیں۔عرب ممالک ہیں وہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی رمضان کے ان دنوں میں جو گزر رہے ہیں اور خاص طور پر دعاؤں کی قبولیت کے دن ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے دن ہیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر مبرم کے جلد نظارے ہمیں دکھائے۔

اب مَیں واپس اسی آیت کے مضمون کی طرف آتا ہوں جو مَیں نے تلاوت کی تھی۔مسلمان کی تعریف میں ذرا وقت لگ گیا لیکن یہ بیان کرنا بھی ضروری تھا۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لَوْاَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (الحشر: 22) اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اس کی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور دوسرے اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے، گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دُور کرے۔ عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُتَصَدِّعًا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 510-511 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2009ء) (الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

کلامِ محمود

غصہ میں بھرا ہوا خدا ہے
جاگو ابھی فرصتِ دعا ہے
تم کہتے ہو امن میں ہیں ہم ،اور
منہ کھولے ہوئے کھڑی بلا ہے
ڈرتی نہیں کچھ بھی تو خدا سے
اے قوم! یہ تجھ کو کیا ہوا ہے
مامور خدا سے دشمنی
کیا اس کا ہی نام اتقا ہے
گمراہ ہوئے ہو باز آؤ
کیا عقل تمہاری کو ہوا ہے
موسیٰ کے غلام تھے مسیحا
ہاں ان سے ہمارا کام کیا ہے
اب رہبر راہ کوئے دلبر
واللہ غلامِ مصطفیٰ ہے
کس راہ سے ابن مریمؑ آئے
مدت ہوئی وہ تو مر چکا ہے
اب اور کا انتظار چھوڑو
آنا تھا جسے وہ تو آچکا ہے
جس کو کیا ہے خدا نے مامور
اس سے بھلا تم کو کیا گلہ ہے
کیوں بھولے ہو دوستو ادھر آؤ
اک مردِ خدا پکارتا ہے
باز آؤ شرارتوں سے اپنی
کچھ تم میں اگر بوئے وفا ہے
ورنہ ابھی غافلو تمہارے
آئے گا وہ آگے جو کیا ہے
تقدیر سے ہوچکا مقدر
قسمت میں تمہاری زلزلہ ہے
وہ دن کہ جب آئے گی مصیبت
آنکھوں میں ہماری گھومتا ہے
حیرانی میں ایک دوسرے سے
اُس دن یہ کہے گا ہیں یہ کیا ہے؟
چکھیں گے مزا عذاب کا جب
جانیں گے کہ ہاں کوئی خدا ہے
پتھر بھی پکار کر کہیں گے
ان کافروں کی یہی سزا ہے
اے قوم خدا کے واسطے تُو
بتلا کہ جو تیرا مدعا ہے
حق نے جسے کر دیا ہے مامور
تسلیم میں اس کی عذر کیا ہے
اللہ سے چاہو عفوِ تقصیر
دیتا ہے اسے جو مانگتا ہے
محمود خدائے لم یزل سے
ہر وقت یہی مری دعا ہے
اُس شخص کو شاد رکھے ہر دم
جو دین قویم پر فدا ہے
اور اس کو نکالے ظلمتوں سے
جو شرک میں کفر میں پھنسا ہے

(اخبار بدر ۔ جلد 5۔ 20 ستمبر 1906ء)

تبرکات

حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے کن الفاظ میں دعا کی جائے؟

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

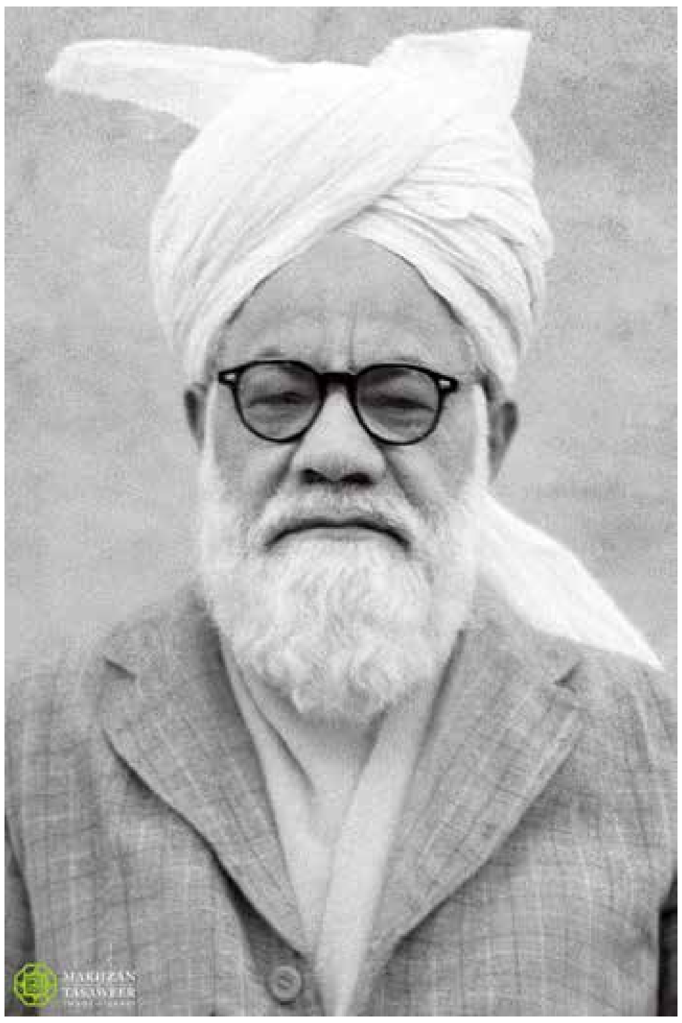

میرے مضمون ’’دعاؤں اور صدقات کی حقیقت‘‘ کو پڑھ کر بعض دوست پوچھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اور شفایابی کے لئے کن الفاظ میں دعا کی جائے۔ سو ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا خدا ہر زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے بلکہ بے زبانوں کی زبان تک سے واقف ہے۔ اس سے نہ کوئی زبان سے نکلا ہوا لفظ مخفی ہے اور نہ کوئی دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی خواہش اس سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر انسان اپنے قلبی جذبات اور لسانی تلفظات کے مطابق جن الفاظ یا جن اشارات سے بھی دعا کرنے میں سہولت اور حضورِ قلب پائے اسی کے مطابق دعا کرے۔ خدا اس کی سنے گا اور اس کے اخلاص اور اپنی سنت کے مطابق اس سے معاملہ کرے گا۔ اسی لئے قرآن نے دعا کے تعلق میں تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جس سے یہ مراد ہے کہ خدا ایسی دعا کو بھی سنتا ہے جو پھوٹ پھوٹ کر زبان سے نکلتی ہے اور ایسی دعا پر بھی کان دھرتا ہے جو دل کی گہرائیوں کے اندر ابلتی رہتی ہے اور زبان پر نہیں آسکتی۔

مگر بہر حال عام حالات میں مسنون دعائیں اور خصوصاً وہ دعائیں جو خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہیں اپنے اندر زیادہ برکت اور قبولیت کا زیادہ درجہ رکھتی ہیں۔ میں ان دعاؤں میں سے اس جگہ دوستوں کی تحریک کے لئے صرف وہ دعائیں درج کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک دعا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے اور دوسری دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ دعا یہ ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آتا ہے:۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَماً۔

یعنی اے انسانوں کے خالق و مالک خدا! تو (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی) بیماری اور تکلیف کو دور فرما کیونکہ تمام شفا تیرے ہاتھ میں ہے اور حقیقتاً تیری شفا ہی اصل شفا ہے۔ پس تو (حضرت امیر المومنین کو ایسی شفا عطا کر جس کے بعد بیماری کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے۔

دوسری دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں بیان ہوئی ہے اور اس طرح گویا وہ خود خدا کی سکھائی ہوئی دعا ہے۔ یہ دعا ان الفاظ میں ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي۔ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِي۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ۔ يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ۔ يَا وَلِيُّ اِشْفِ (عَبْدَكَ امیر المومنین)

یعنی میں اس خدا کا نام پکارتا ہوں جسے تمام طاقتیں حاصل ہیں اور وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔ اور میں اس خدا کو پکارتا ہوں جو تمام شفاؤں کا مالک ہے اور ہر بیماری کو دور کر سکتا ہے۔ پھر میں اس خدا کا نام پکارتا ہوں جو انسانی تکلیفوں اور دکھوں پر اپنی بخشش کا پردہ ڈالنے والا اور مجسم رحمت ہے اور میں اس خدا کو پکارتا ہوں جو سب سے بڑھ کر مہربان اور سب سے بڑھ کر شفیق ہے۔ اے ہماری حفاظت کرنے والے خدا اور اے زمین و آسمان کے غالب آقا اور اے وہ جو اپنی مخلوقات کو خود اپنی چیز سمجھتا اور ان کا ساتھی ہے اور اے وہ جو سب کا دوست اور نگران ہے تو اپنے بندے (امیر المومنین) کو اپنے فضل سے شفا دے۔

یہ دو دعائیں انشاء اللہ بابرکت اور مؤثر ہوں گی۔ مگر دعاؤں کے تعلق میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا ہر دعا سے پہلے سورۃ فاتحہ اور درود شریف کا پڑھنا بہت مبارک اور بہت مؤثر ہے۔ پس دعا کے وقت اصل دعا سے قبل سورۃ فاتحہ اور درود ضرور پڑھنا چاہئے بشرطیکہ اس کا موقع ہو۔ ورنہ وقت کی تنگی کی صورت میں تو خدا کے فرشتے مومنوں کے ایک لفظ بلکہ دردمند دل کی خواہش تک کو شوق کے ساتھ اچکتے اور فوراً آسمان پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مچھلی کے پیٹ میں سے حضرت یونسؑ کی مضطربانہ دعا ایک آنِ واحد میں آسمان تک جا پہنچی۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:287) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (البروج:15)

(محررہ 9 جون 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 13 جون 1959ء)

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کر سکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی۔ رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

دعا کے آداب

(مرسلہ: مرزا فراز احمد طاہر۔ مربی سلسلہ برکینا فاسو)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن 61)

اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے کہ مجھے پکارو میں دعائیں قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے، ہر چیز کیلئے امید اسی سے لگائی جائے، بلکہ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتا ہے، اسی لئے اس نے اپنے بندوں کو مانگنے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ اللہ سے دعا مانگنے کا دین میں بہت بلند مقام ہے، حتّی کہ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

یعنی دعا نماز کا مغز ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: دعا اپنے اندر ایک ایسا مقناطیس اثر رکھتی ہے کہ ایک طرف تو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے اور دوسری طرف اس کے لئے ایسی آسانیاں بہم پہنچا دیتی ہے کہ جن سے وہ گناہوں سے محفوظ رہ سکے۔ جب ہماری استدعاؤں اور التجاؤں کو والدین اور حکام دنیا قبول کرتے ہیں تو کیونکر خیال کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ جو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد کر دے گا۔ پس نماز کیا ہے دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف دعائیں قبولیت حاصل کر کے انسان کی ہدایت اور ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 640)

دعا کی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر اس کے آداب کا جاننا اور دوران دعا انہیں بجالانا ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کو دنیوی بادشاہ یا کسی عہدہ دار وغیرہ سے کوئی غرض یا حاجت ہو تو انتہائی ادب واحترام اور توجہ کے ساتھ اس کو اپنی درخواست پیش کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اگر لاپرواہی اور غفلت سے کام لیا تو بات نہیں بنے گی۔ غور تو کیجئے جب دنیاوی بادشاہوں، ان کے درباروں کے پاس جانے کے آداب بجا لانے کا یہ عالم ہے تو اللہ پاک جو بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے، اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے میں کس قدر اہتمام ہونا چاہئے۔ لہٰذا جب بھی دعا مانگیں تو انتہائی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دعا کے آداب بجالاتے ہوئے مانگئے تاکہ دعا قبول ہو۔

دعا کرتے ہوئے مندرجہ ذیل باتیں سامنے رکھنے کی ضرورت ہے:

دعا کے لئے اخلاص اور یقین کا ہونا ضروری ہے

دعا گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت کے ساتھ مانگی جائے، اپنی دعاؤں کو نمود ونمائش، ریاکاری اور شرک سے بے آمیز اور پاک رکھا جائے، اور پورے یقین اور وثوق کے ساتھ دعا مانگی جائے کہ وہ ہمارے حالات سے پورا واقف اور انتہائی مہربان ہے، وہ اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (البقرۃ 187)

یعنی جب میرا بندہ تجھ سے میرے متعلق پوچھے تو تُو کہہ دے کہ میں قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلْيُؤْمِنُوا بِي (البقرۃ 187)

کہ دعا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان بھی لائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: یہاں خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے اس کی شریعت پر ایمان لانا مراد نہیں ہے بلکہ دعا کے قبول ہونے کا ایک اور گر بتایا ہے جس کے نہ سمجھنے سے بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور ان کی دعائیں رد کی گئی ہیں۔ وہ گر یہ ہے کہ انسان شریعت کے تمام احکام پر عمل کرے اور دعائیں مانگے مگر ساتھ ہی اس بات پر ایمان بھی رکھے کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ شریعت کے احکام پر بڑی پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خشیت اللہ بھی ہوتی ہے۔ بڑے خشوع وخضوع سے دعائیں بھی کرتے ہیں مگر پھر یہ کہتے ہیں کہ فلاں اتنا بڑا کام ہے اس کے متعلق دعا کہاں سنی جاسکتی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں ہماری دعا خدا کہاں سنتا ہے۔ اس قسم کا کوئی نہ کوئی خیال شیطان ان کے دل میں ڈال دیتا ہے جس سے ان کی دعا میں قبولیت نہیں رہتی۔ اس نقص سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس بات پر بھی ایمان رکھو کہ جب تم ہمارے احکام پر اچھی طرح چلو گے تو میں تمہاری دعائیں قبول کرلوں گا۔ جب یہ یقین ہو تو پھر دعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی زبان سے دعا تو کرتا ہے لیکن اسے یقین نہیں کہ خدا اس کی دعا کو قبول کرے گا تو کبھی اس کی دعا قبول نہ ہوسکے گی کیونکہ خدا تعالیٰ بندہ کے یقین پر دعا قبول کرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین ہی نہ ہو تو لاکھ ماتھا رگڑے کیونکہ جس کو خدا پر امید نہیں ہوتی اس کی دعا وہ نہیں سنتا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف 88)

اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔

اللہ کی رحمت سے کوئی ناشکرا انسان ہی ناامید ہوتا ہے ورنہ جس نے اپنے اوپر خدا تعالیٰ کے اس قدر نشان دیکھے ہوں جن کو وہ گن بھی نہیں سکتا وہ ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کرسکتا کہ میرا فلاں کام خدا نہیں کرے گا اور فلاں دعا قبول نہیں ہوگی خواہ اس کی کیسی ہی خطرناک حالت ہو اور کیسی ہی مشکلات اور مصائب میں گھرا ہوا ہو پھر بھی وہ یہی سمجھتا اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ سے بھی یہ سب کچھ دور ہوسکتا ہے اور خدا ضرور دور کرے گا۔ اور اگر اسے دعا کرتے کرتے بیس سال بھی گزر جائیں تو بھی یہی یقین رکھتا ہے کہ میری دعا ضائع نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک دعا کرنے سے باز نہیں رہتا جب تک کہ خدا تعالیٰ ہی منع نہ کردے کہ اب یہ دعا مت کرو۔ گو اس کی دعا قبول نہ ہو لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کے کلام کا شرف تو حاصل ہوگیا کہ خدا نے فرمادیا کہ اب دعا نہ مانگو۔ تو جب تک خدا تعالیٰ نہ کہے اس وقت تک دعا کرنے سے نہیں رکنا چاہئے۔ (الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے دعا کرتا ہے اس پر کامل ایمان ہو۔ اس کو موجود۔ سمیع۔ بصیر۔ خبیر۔ علیم۔ متصرف۔ قادر سمجھے اور اس کی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 522)

خشوع وخضوع کا التزام کرنا

خدا تعالیٰ کامیاب ہوجانے والے مؤمنوں کے بارے فرماتا ہے

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المؤمنون 3) وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

فضل بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے خشوع عاجزی سکون اور دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ہے۔ (ترمذی کتاب الصلاۃ)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے، تو ماں کس قدر بے قرار ہوکر اس کو دودھ دیتی ہیں۔ اُلوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے، جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے، تو اُلوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 234)

دعا کرتے وقت ظاہر اور باطن کو پاک رکھنا

دعا مانگتے ہوئے ظاہری آداب، طہارت، پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے اور قلب کو بھی ناپاک جذبات، گندے خیالات اور بے ہودہ معتقدات سے پاک رکھنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرۃ 223)

یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ (صحیح مسلم، کتاب الطهارۃ)

کہ صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی یاد رکھو کہ دعا کرنے سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کرو۔ گو ہر ایک دعا کرنے والا نہیں سمجھتا اور نہ محسوس کرتا ہے مگر جو محسوس کرتے یا کرسکتے ہیں ان کا تجربہ ہے کہ جب انسان دعا کرتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کا ایک قرب حاصل ہوجاتا ہے اس کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور کھینچی جاتی ہے گو دیکھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ خدا نظر آرہا ہے مگر جس طرح خواب میں روح کو جسم سے آزاد کردیا جاتا ہے اسی طرح اس وقت خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے روح الگ کی جاتی ہے۔ چونکہ روح کی صفائی جسم کی صفائی سے تعلق رکھتی ہے اور روح کی ناپاکی جسم کی ناپاکی سے۔ اس لئے اگر جسم ناپاک ہو تو روح پر بھی اس کا ناپاک ہی اثر پڑتا ہے اور اگر جسم پاک ہو تو روح پر بھی اس کا پاک ہی اثر پڑتا ہے۔ ایک واقعہ لکھا ہے واللہ اعلم کہاں تک درست ہے، مگر ہے نتیجہ خیز۔ لکھا ہے کہ کسی شہزادی نے ایک معمولی شخص سے شادی کرلی۔ جب وہ دونوں خلوت میں جمع ہوئے تو چونکہ مرد نے کھانا کھا کر ہاتھ نہ دھوئے تھے اس لئے ہاتھوں کی بُو سے اسے اتنی تکلیف ہوئی کہ اس نے کہا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ اس

کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ گو خدا تعالیٰ پر کسی کے گندہ اور ناپاک ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا مگر خدا تعالیٰ ہر ایک گند اور ہر ایک ناپاکی کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ جس طرح وہ شخص جو پیشاب سے بھرے ہوئے کپڑوں کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ دعائیں جو ایسی حالت میں کی جائیں وہ بھی قبول نہیں ہوتیں۔ بلکہ جب کوئی انسان گندی حالت میں خدا کے حضور پیش ہوتا ہے تو بجائے فائدہ اٹھانے کے وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ یہی سرّ ہے کہ صوفیاء نے دعائیں کرنے کا لباس الگ بنا رکھا ہوتا ہے جسے خوب صاف ستھرا رکھتے اور خوشبوئیں لگاتے ہیں۔ تو دعا کے قبول ہونے کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ دعا کرنے سے پہلے انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا کرلے۔ جو شخص غریب ہے وہ اس طرح کرسکتا ہے کہ ایک الگ جوڑا بنا رکھے اور اسے صاف کرلیا کرے۔ اس طرح دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (الفضل ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

کثرت سے خدا تعالیٰ کی حمد کریں

دعا کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی کثرت سے حمد کرے۔ فقراء جب کچھ مانگنے آتے ہیں تو جس سے مانگتے ہیں اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ کبھی اسے بادشاہ بناتے ہیں، کبھی اس کی بلند شان ظاہر کرتے ہیں، کبھی کوئی اور تعریفی کلمات کہتے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس میں وہ کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی۔ مگر مانگنے والا اس طرح کرتا ضرور ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بڑا محتاج اور سخت حاجتمند بھی ظاہر کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح کرنے سے میں اپنے مخاطب کو رحم اور بخشش کی طرف متوجہ کرلوں گا اور اللہ تعالیٰ کی تو جس قدر بھی تعریف کی جائے وہ کم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہی سب خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اسی لئے دوسرے لوگوں کی جو تعریف ہوتی ہے وہ سچی اور جھوٹی دونوں طرح کی ہوسکتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی جو تعریف بھی کی جائے وہ سب سچی ہی ہوتی ہے۔ اس لئے جب کبھی دعا کی ضرورت ہو تو دعا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد کرلینی چاہئے۔

چنانچہ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کی حمد کے لئے وہ جامع دعا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے اور ہم اسے ہر روز پڑھتے ہیں اور خدا کے انعامات کے وارث ہوتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ 2-7)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے انتہاء رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔ (آمین)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی حمد کرکے دعا کرنے سے بہت زیادہ دعا قبول ہوتی ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ دعا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کی حمد کرے، اس کی عظمت اور جلال کا اقرار کرے اور اس کی تعریف بیان کرے اس طرح دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ چونکہ بندہ خدا تعالیٰ کی صفات کو بیان کرتا اور اپنے آپ کو بالکل ہیچ ظاہر کرتا ہے اس لئے وہ خدا جو رحمان اور رحیم، مالک، خالق، قادر ہے اور جس کے خزانوں میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔ اس کی دعا کو قبول کرلیتا ہے۔ (الفضل ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

آنحضرت ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب 57)

یعنی اللہ اور اس کے فرشتہ نبیؐ پر درود وسلامتی بھیجتے ہیں۔ پس اے ایمان لانے والو تم بھی اس نبی پاکؐ پر درود اور سلامتی بھیجا کرو۔

دعا کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کثرت سے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ چنانچہ اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ پر درود بھیجنا کتنا ضروری ہے۔ آپؐ اس شان کے نبی ہیں کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتہ بھی آپ پر درود بھیجتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی اہمیت کا اس حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تم درود نہ بھیجو اس میں سے کوئی حصہ بھی خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے اوپر نہیں جاتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: انعام دینے کا یہ بھی طریق اور رنگ ہوتا ہے کہ اپنے پیارے اور محبوب کی وساطت اور وسیلہ سے دیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام انعامات کا وارث کرنے اور سب سے بڑا رتبہ عطا کرنے کے لئے اس طریق سے بھی کام لیا ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر درود بھیج کر دعا مانگیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہونگی۔ دنیا میں کونسا انسان ہے جسے خدا تعالیٰ کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک کو ہے۔ اس لئے ہر ایک ہی اپنی مصیبت کے دور ہونے اور حاجت کے پورا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اور جب دعا کرے گا تو اگرچہ وہ پہلے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا عادی نہ ہوگا لیکن اپنی دعا کے قبول ہونے کے لئے درود بھیجے گا جو آنحضرت ﷺ کی ترقی درجات کا موجب ہوگا اور اس طرح اسے بھی انعام مل جائے گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرنے کے لئے ایک بات یہ بھی بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیج کر پھر دعا کی جائے اور یہ کوئی ناروا بات نہیں۔ یہ اسی طرح کی ہے کہ جو محبوب سے اچھا سلوک کرتا ہے وہ بھی مُحِبّ کا محبوب ہوجاتا ہے۔ (الفضل ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے (یعنی محبت میں بڑھنے کے لئے اور اس کی تجدید کرنے کے لئے) ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا۔ تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ میں آجائے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدِّنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ (ریویو آف ریلیجنز جنوری 1904ء جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء)

اپنی زبان میں دعا کرنا

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں آکر یہ بات بھی سکھائی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان (جس کو وہ خوب سمجھتا ہو) میں بھی دعا کرے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

دعا کے لئے رقّت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباعِ سنت ضروری ہے، مگر تلاشِ رقّت بھی اتباعِ سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دعا کرو۔ تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بنا چاہئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہئے، مگر حقیقت کو پاؤ۔ ہاں جس کو زبانِ عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 538)

پھر فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے۔ اُن کی نماز میں اس قدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جس قدر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے۔ شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہوجاتی۔ اس لئے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں۔ اور وہ لذّت اور حضور جو دعا کے لئے رکھا ہے۔ دعاؤں کو نماز میں کرنے سے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ جب تک نماز میں کافی لذّت اور حضور پیدا نہ ہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ۔ ہاں جب یہ حضور پیدا ہوجاوے تو کوئی حرج نہیں۔ سو بہتر ہے نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو۔ جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو برنگ دعا اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہوجائے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو، کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہوجاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کردے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔ دنیا میں مؤمن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے۔ راہ میں بسبب گرمی اور تھکانِ سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے ٹھہر جاتا ہے لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے اور کھڑا کھڑا گھوڑے پر ہی کچھ آرام لے کر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنالے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مؤمن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا نہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دنیا کو گھر بنانے والے کی عزت ہے۔ خدا تعالیٰ مؤمن کی عزت کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 29)

دعا کے ساتھ اسباب بھی اختیار کرنے چاہییں

صرف دعا پر اکتفا کرنا کہ اے اللہ! مجھے گھر بیٹھے بیٹھے رزق دے دے اور پورا دن گھر میں پڑا رہے، کوئی سبب اختیار نہ کرے، تو ایسی دعا کہاں قبول ہوگی؟

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کرکے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکل ہے اور اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہوگا۔ اور اگر نری تدبیر کرکے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی ہے۔ ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لئے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا، پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 566)

دعا مانگتے وقت خدا تعالیٰ پر پورا توکل ہونا ضروری ہے

توکل کرنے کے لئے مضبوط ایمان کی سخت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کامل ایمان نہ ہوگا تو اس پر بھروسہ کرنا بہت مشکل ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (الانفال 3)

یعنی مؤمن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم خدا پر توکل کرو جیسا کہ اس کے توکل کا حق ہے تو خدا تعالیٰ تم کو ایسے رزق عطا کرے گا جیسا کہ وہ پرندوں کو عطا کرتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے واپس آتے ہیں۔ (سنن الترمذی کتاب الزہد)

اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گزرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جاکر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: ''دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے قبول کرتا ہوں''۔ تب ہم خوش ہوکر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 617)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دعا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ پر توکل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ توکل کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔

دعا برابر مانگتے رہنا چاہیے

خدا تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی، احتیاج اور عبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے، خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی سنتا ہوں۔ اس لئے دعا مانگنے سے کبھی نہ اکتائیے اور اس چکر میں کبھی نہ پڑیئے کہ دعا سے تقدیر بدلے گی یا نہیں، تقدیر کا بدلنا، دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کا کام ہے، جو علیم و حکیم ہے۔ بندے کا کام بہرحال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر اور محتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لحہ بھر کے لئے بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہو۔'' (طبرانی)۔

ایک بزرگ کی قبولیت دعا کا واقعہ

کہتے ہیں ایک بزرگ ہر روز دعا مانگا کرتے تھے۔ ایک دن جبکہ دعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آ کر پاس بیٹھ گیا۔ اسوقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا لیکن وہ ادب کی خاطر چپ رہا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن پھر جب انہوں نے دعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا جسے اس مرید نے بھی سنا۔ اس دن بھی چپ رہا۔ تیسرے دن پھر وہی الہام ہوا اس دن اس سے نہ رہا گیا اس لئے اس بزرگ کو کہنے لگا کہ آج تیسرا دن ہے کہ میں سنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے تو پھر کیوں کرتے ہیں۔ جانے دیں۔ انہوں نے کہا، نادان! تُو تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے کہ جانے دو دعا ہی نہ کرو مگر مجھے تیس سال ہوئے ہیں یہی الہام سنتے لیکن میں نہیں گھبرایا۔ اور نہ ناامید ہوا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دعا مانگنا۔ تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون ہے؟ وہ اپنا کام کر رہا ہے میں اپنا کر رہا ہوں۔ لکھا ہے کہ دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی تھیں ہم نے سب قبول کر لی ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ ناامید ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ جو شخص ناامید ہوتا ہے وہ سوچے کہ کون سی کمی ہے جو اس کے لئے خدا نے پوری نہیں کی۔ کیسے کیسے فضل اور کیسے کیسے انعام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پھر آئندہ ناامید ہونے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: پس تم اول اپنے اعمال کو شریعت کے مطابق بناؤ اور دوسری یہ کہ خدا کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو بلکہ دعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا ضرور سنے گا اور ضرور سنے گا اور اس وقت تک دعا کرتے رہو کہ خدا کی طرف سے یہ حکم نہ آجائے کہ اب یہ دعا مت مانگو۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ کسی کو نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا اس وقت تک ہرگز ہرگز باز نہ رہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا گویا اشارۃً یہ کہنا ہے کہ اے میرے بندے تو مانگتا جا، میں گو اس وقت قبول نہیں کرتا لیکن کسی وقت ضرور کرلوں گا۔ ورنہ اگر اس کے کہنے سے یہ مراد نہ ہوتی بلکہ دعا کرنے سے روکنا ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ دعا مت مانگ نہ یہ کہ میں نہیں مانوں گا۔ پس جب تک کان میں یہ الفاظ نہ پڑیں کہ ''یہ دعا مت مانگ، اس کے مانگنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دیتا'' اس وقت تک نہیں رکنا چاہئے۔ اس طرح تو ان کو مطلع کیا جاتا ہے جنہیں الہام اور کشف کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جنہیں یہ نہ ہو ان کو اس بات سے متنفر کر دیا جاتا ہے جس کے متعلق وہ دعا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: جن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھلا ہوتا ہے ان کو تو خدا کہہ دیتا ہے کہ ایسا مت کرو لیکن جن کے لئے نہیں ہوتا ان کے دل میں نفرت پیدا کر دی جاتی ہے اس لئے وہ خود ہی اس دعا کے مانگنے سے باز رہ جاتے ہیں۔ اس کا نام مایوسی نہیں بلکہ ان کا یہ تو یقین ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارا فلاں مقصد پورا کرسکتا ہے اور ہمیں فلاں چیز دے سکتا ہے۔ لیکن ہم خود ہی اسے نہیں لینا چاہتے۔ پس اگر کسی کے دل میں دعا مانگتے ہوئے اس چیز سے نفرت پیدا ہوجائے تو اسے بھی دعا کرنا چھوڑ دینا چاہئے ورنہ نہیں رکنا چاہئے خواہ قبولیت میں کتنا ہی عرصہ کیوں نہ لگ جائے۔ بعض دفعہ دعا کرتے کرتے کچھ ایسے سامان پیدا ہوجاتے ہیں کہ اگر دعا قبول ہوجائے تو اس سے شریعت کا کوئی حکم ٹوٹتا ہے اس سے بھی سمجھ لینا چاہئے کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ اس دعا سے باز رہنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے دعا کو قبول کرنے سے انکار کرنے کا یہ بھی ایک طریق ہے یعنی بجائے قول کے خدا تعالیٰ کا فعل سامنے آجاتا ہے اس لئے اس کے کرنے سے رک جانا چاہئے۔ تو دعا کرنے سے رکنے کے تین پہلو ہیں۔ اول یہ کہ الہام یا کشف ہوجائے کہ یہ دعا مت کرو۔ یا ہماری طرف سے اس کے کرنے کی اجازت نہیں۔ دوم یہ کہ جس مقصد کے حصول کے لئے دعا کی جائے اس سے نفرت پیدا ہوجائے۔ سوم یہ کہ جس بات کے لئے دعا کی جائے وہ شریعت کے محذورات کے ساتھ وابستہ ہوجائے۔ (الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء۔ بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں۔ بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنّث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہئے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں اگر تیس چالیس برس گزر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے جاویں۔
(ملفوظات جلد 5 صفحہ 106)

اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کرنا

دعا کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب کوئی انسان کسی معاملہ کے متعلق دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے نفس کی کمزوریوں کا مطالعہ کرے اور اتنا مطالعہ کرے کہ گویا اس کا نفس مر ہی جائے اور اسے اپنے نفس سے گھِن آنی شروع ہوجائے اور نفس کہہ اٹھے کہ تو بغیر کسی بالادست ہستی کی مدد اور تائید کے خود کسی کام کا نہیں ہے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ جب نفس کی یہ حالت ہوجائے تو دعا کی جائے ایسی حالت میں جس طرح ایک بے دست و پا بچہ کی ماں باپ خبرگیری کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ماں باپ کو دیکھو جب بچہ بڑا ہوجاتا ہے تو اسے کہتے ہیں خود کھاؤ پیو۔ مگر دودھ پیتے بچے کی ہر ایک ضرورت اور احتیاج کا انہیں خود خیال اور فکر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور بھی انسان کو اپنے نفس کو اسی طرح ڈال دینا چاہئے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں باپ کے آگے ہوتا ہے۔ لیکن اگر نفس فرعون ہو اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو تو اس کی کوئی بات قبول نہیں ہوسکتی۔ اس لئے سب سے پہلے انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کو بالکل گرا دے یہ بندے اور خدا میں تعلق پیدا ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس سے دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔
(الفضل ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

مالی میں جماعت احمدیہ کے سترہ (17) ریڈیو اسٹیشنز کا قیام

(مرسلہ: احمد بلال مغل مبلغ سلسلہ مالی)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان مؤرخہ 28دسمبر 2015ء میں مالی کے احمدیہ ریڈیوز کے متعلق فرمایا کہ

’’مالی افریقہ کا ایک دور دراز ملک ہے۔ آج سے ایک سو دس سال پہلے توخیر سو سال پہلے بھی نہیں، بلکہ نوے سال پہلے بھی نہیں ہندوستان میں رہنے والا شاید ہی کوئی احمدی اس ملک کو جانتا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانا ہے تو سامان بھی فرما دیئے اور 2012ء میں وہاں ریڈیو اسٹیشنوں کا آغاز ہوا اور تبلیغ شروع ہوئی۔ اسلام کی حقیقی تعلیم بتائی جانے لگی ۔ لوگوں نے اس کو سننا شروع کر دیا۔ لیکن بعض لوگ باوجود سعید فطرت ہونے کے اس بات سے جھجکتے تھے کہ جماعت میں شامل ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیونکہ ان کی نیک فطرت کی وجہ سے چاہتا تھا کہ راہنمائی فرمائے اس لئے راہنمائی بھی فرمائی اور فرماتا ہے۔ ۔۔۔۔۔‘‘

(الفضل انٹر نیشنل 19فروری 2016ء تا 25فروری 2016ء، صفحہ نمبر 15)

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے انسان کو اپنے فضل سے بے پناہ صلاحیتیں دی ہیں جن کو بروئے کار لاکر انسان جدید ایجادات کرنے کی توفیق پاتا ہے جس سے انسانی زندگی کے کاموں میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ جہاں دنیا ان میں سے اکثر ایجادات کو اپنے عارضی آرام اور تفریح کے لئے ان کا غلط استعمال کرنے میں لگی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انہی ایجادات کو استعمال کر کے دنیا کو اللہ تعالیٰ سے ملانے اور دونوں جہانوں کی راحت وسکون پہنچانے کی کوشش میں مشغول ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ مالی کو بھی یہ توفیق دی ہے کہ ان ایجادات سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو اصل خدا اور اسلام کی تعلیم بتائے اور سیدھی راہ دکھائے۔ اسلام کی نشر اشاعت کا ایک بہت اہم ذریعہ افریقی ممالک میں ریڈیو ہے کیونکہ یہاں ریڈیو بہت شوق سے سنا جاتا ہے۔ جہاں مالی میں بہت سے دنیاوی ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں وہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ مالی کو یہ توفیق دی ہے کہ یہ افریقہ کے اس غریب اور دور دراز ملک میں 17خالصتہً دینی ریڈیو اسٹیشنز انسٹال کر سکے۔ یہ تمام ریڈیو اسٹیشنز اسلام احمدیت کی تبلیغ اور خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور ان کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کا پیغام ملک کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق 8سے 10 ملین افراد روزانہ ان ریڈیوز کو سن سکتے ہیں اور اپنی زبانوں سے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ جو وعدہ حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘

بڑی شان سے پورا ہو چکا ہے۔ یہ ریڈیو اسٹیشن ملک کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں لگائے گئے ہیں اور احمدیت کی تبلیغ و احباب جماعت کی تربیت میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان تمام ریڈیو اسٹیشنز کا ملک میں بہت اچھا اثر پڑ رہا ہے۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب میں جماعتی ریڈیوز یکساں مقبول ہیں۔

مالی کے اکثر علاقوں میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ملک کا بہت بڑا حصہ ریڈیو سنتا ہے اور ملک کی اکثریت چونکہ مسلمان ہے اور اسلام سے محبت رکھنے کی وجہ سے اسے بہت پسند کرتی ہے۔ اکثر غیر از جماعت احباب ریڈیو اسٹیشنز آ کر بتاتے ہیں کہ ایسا ریڈیو انھوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار سنا ہے۔ وہ بہت دیر سے منتظر تھے کہ کوئی ریڈیو اسٹیشن اسلام کی خدمت کے لئے ایسا ہو مگر انہیں نہیں ملتا تھا اب شکر ہے کہ یہ ریڈیو شروع ہوا ہے۔ اسی طرح ریڈیو کی وجہ سے اسلام احمدیت کا حسین پیغام غیر مسلموں تک بھی پہنچ رہا ہے۔ لوگ ٹیلی فون کر کے، قریب اور بعض اوقات دور گاؤں سے بھی ریڈیو اسٹیشن تشریف لا کر بتاتے ہیں کہ اسلام کی حقیقت انہیں پہلی بار پتا چلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی ریڈیو کا معیار بھی بہت اعلیٰ ہے اور تمام ریڈیو اسٹیشن کی رینج بھی بہت دور تک ہے۔ مالی کے سرحدی علاقوں اور بعض اوقات ہمسایہ ممالک سے بھی فون آتے ہیں کہ آپ کے ریڈیو اسٹیشن پر بہت اچھے پروگرام نشر ہوتے ہیں اور بہت اچھا اسلام آپ پیش کر رہے ہیں۔ ہم یہ ریڈیو پروگرام سن کر احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ریڈیوز میں سے 3ریڈیوز انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کی وجہ سے دنیا کہ کسی بھی خطے میں سنے جاسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنے جاتے ہیں۔

یہ ریڈیوز اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور نعمت ہیں جو جماعت احمدیہ مالی کو حاصل ہے۔ ان ریڈیوز کا سب سے بڑا فائدہ پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ مبارک آواز ہے جو ان ریڈیو اسٹیشنز سے براہ راست لوگوں تک پہنچتی ہے۔ پیارے آقا کی یہ آواز لوگوں کی تسکین اور راہنمائی کا باعث بنتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات وتقاریر کو براہ راست لوکل زبان بمبارا میں ترجمہ کر کے مالی کے تمام ریڈیوز کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ ریڈیوز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے براہ راست اور ریکارڈ شدہ خطبات و تقاریر کے علاوہ تلاوت قرآن کریم، قرآنی تفاسیر، دروس احادیث، لائیو تبلیغی و تربیتی پروگرامز، مجالس سوال و جواب، احمدیہ سالانہ جلسے اور جماعتی لٹریچر سے متعلق آگاہی دینے کا باعث بنتے ہیں۔

جماعتی ریڈیو اسٹیشنز میں سے 14 بجلی سے اور 3سولر انرجی سے چلنے والے لگائے گئے ہیں۔ بجلی کے ذریعہ سے چلنے والے تمام ریڈیو اسٹیشنز اللہ کے فضل سے روزانہ تقریباً 18 گھنٹے اور ہر ماہ 500سے زائد گھنٹے تبلیغ و تربیت کے پروگرام نشر کرتے ہیں اسی طرح سولر انرجی سے چلنے والے ریڈیو تقریباً ہر ماہ 350سے زائد گھنٹے تبلیغ و تربیت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ مالی کے سترہ 17ریڈیو اسٹیشنز کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ان عطا کردہ وسائل کا بہترین استعمال کرنے کی ہمیں توفیق دے اور اللہ تعالیٰ احمدیہ ریڈیو اسٹیشنز مالی کو لاکھوں لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّباً وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ حدیث نمبر 925)

ترجمہ۔ ’’اے اللہ! مَیں تجھ سے ایسا علم جو نفع رساں ہو اور ایسا رزق جو طیب ہو اور ایسے عمل جو قبولیت کے لائق ہوں مانگتا ہوں‘‘۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کے حصول کی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 13 جون 2008 میں اس دعا کو پڑھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آنحضرت ﷺ کی ایک دعا ہے جو آپؐ کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں تو خاص طور پر یہ دعا بہت اہم ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔حضرت ام سلمیٰؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب صبح کی نماز ادا کرتے تو سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّباً وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا‘‘۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

طلوع وغروب آفتاب

		13 اکتوبر 2020	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ			04:59	17:57
مدینہ منورہ	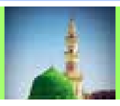		05:01	17:57
قادیان	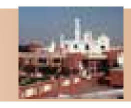		05:09	17:58
ربوہ			04:49	17:38
اسلام آباد ٹلفورڈ	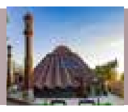		05:54	18:14

مالی میں جماعت احمدیہ کے سترہ (17) ریڈیو اسٹیشنز

نمبر شمار	نام ریڈیو	شہر	آغاز ریڈیو	رینج	کتنے افراد سن سکتے ہیں
1	آمبیکاکاں ایف ایم (Ambekakan FM)	جیجینی	2012ء	60 کلومیٹر	تقریباً1لاکھ افراد
2	ربوہ ایف ایم (Rabwah FM)	بماکو	2012ء	120 کلومیٹر	تقریباً3ملین افراد
3	احمدیہ ایف ایم (Ahmadiyya FM)	سکاسو	2013ء	100 کلومیٹر	قریباً ایک ملین افراد
4	ٹولیرانس ایف ایم (Tolerance FM)	سان	2013ء	90 کلومیٹر	تقریباً3لاکھ افراد
5	لومیئر ایف ایم (Lumiere FM)	کولیکورو	2013ء	80 کلومیٹر	تقریباً8لاکھ افراد
6	نیتاایف ایم (Nieta FM)	سیزاناگار	2013ء	25 کلومیٹر	تقریباً 30ہزار افراد
7	دوگاایف ایم (Douga FM)	سیغو	2014ء	80 کلومیٹر	تقریباً8لاکھ افراد
8	جیگیاایف ایم (Djigiya FM)	کیتا	2014ء	75 کلومیٹر	تقریباً 5لاکھ افراد
9	ہوریزون ایف ایم (Horizon FM)	کوچالا	2014ء	80 کلومیٹر	تقریباً 5لاکھ افراد
10	کوراایف ایم (Kora FM)	کائی	2014ء	80 کلومیٹر	تقریباً 8لاکھ افراد
11	دافیناایف ایم (Dafina FM)	فانا	2014ء	80 کلومیٹر	تقریباً3لاکھ افراد
12	احمدیہ ایف ایم (Ahmadiyya FM)	بوگونی	2014ء	80 کلومیٹر	تقریباً3لاکھ افراد
13	سینیگ نیسیگی ایف ایم (Sinignesigui FM)	بلا	2015ء	80 کلومیٹر	تقریباً2لاکھ افراد
14	سابگ نوماایف ایم (Sabugnuma FM)	کولنجبا	2015ء	75 کلومیٹر	تقریباً2لاکھ افراد
15	جیگیاایف ایم (Djiguiya FM)	کاسیلا	2015ء	25 کلومیٹر	تقریباً30ہزار افراد
16	مسرورایف ایم (Masroor FM)	کاتی	2016ء	75 کلومیٹر	تقریباً 2لاکھ افراد
17	احمدیہ ایف ایم (Ahmadiyya FM)	جیما	2017ء	80 کلومیٹر	تقریباً 3 لاکھ افراد